غیر عالم کا قرآن پاک کے ترجمہ یا تفسیر سے خود مسئلے نکالنا

مجیب: مولانا محمد شفیق عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-2875

تاریخ اجراء: 06 محرم الحرام 1446ھ / 13 جولائی 2024ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا کوئی غیر عالم قرآن پاک کے ترجمہ سے یا تفسیر سے خود مسئلے اخذ کر سکتا ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَ الصَّوَابِ

جی نہیں! غیر عالم قرآن پاک کے ترجمہ سے یا تفسیر سے خود ہی مسئلے اخذ نہیں کر سکتا، اس کے لئے ایسا کرنا ہر گز جائز نہیں ہے، غیر عالم تو دور کی بات ہے، ہر عالم بھی یہ کام نہیں کر سکتا؛ اس لئے کہ قرآن و سنت سے شرعی مسائل کا اخذ و استنباط خاص علمائے کرام کا کام ہے، اور اس کے لئے اچھی خاصی صلاحیتیں درکار ہوتی ہیں، جب ہر عالم اس کام کا اہل نہیں، تو غیر عالم کہاں سے اس بات کا اہل ہو سکتا ہے؟ لہذا غیر عالم پر لازم ہے کہ وہ خود سے ترجمہ یا تفسیر پڑھ کر مسائل اخذ نہ کرے بلکہ کسی سنی صحیح العقیدہ عالمِ دین سے اپنے ضروری مسائل معلوم کر لے۔

جو علم نہیں رکھتا، اس کے لئے حکم ہے کہ وہ اہل علم سے پوچھ لے، جیسا کہ قرآن پاک میں ہے: ﴿فَسۡـَٔلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ﴾ ترجمہ کنز العرفان: اے لوگو! اگر تم نہیں جانتے تو علم والوں سے پوچھو۔ (القرآن، پارہ 14، سورۃ النحل، آیت: 43)

اس آیت مبارکہ کے تحت تفسیر روح المعانی میں ہے: ”واستدل بها ايضاً على وجوب المراجعة للعلماء فيما لا يعلم“ ترجمہ: اس آیت سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ جس چیز کا علم نہ ہو، اس میں علماء سے رجوع کرنا واجب ہے۔ (تفسیر روح المعانی، سورۃ النحل، تحت الآیۃ: 43، ج 7، ص 387، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

حدیثِ پاک میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”من قال في القرآن برأيه فليتبوأ مقعده من النار“ ترجمہ: جس نے بغیر علم قرآن کی تفسیر کی، اس نے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالیا۔ (سنن الترمذی، رقم الحدیث 2951، ج 5، ص 199، مطبوعہ مصر)

خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ شرح عقود رسم المفتی میں فرماتے ہیں:”وقد رأیت فی فتاوی العلامة ابن حجر سئل في شخص يقرأ ويطالع في الكتب الفقهية بنفسه، ولم يكن له شيخ ويفتي ويعتمد على مطالعته فى الكتب، فهل يجوز له ذلک أم لا، فأجاب بقوله: لا يجوز له الإفتاء بوجه من الوجوه لانه عامی جاهل لا يدری مايقول بل الذی ياخذ العلم عن المشائخ المعتبرين لا يجوز له ان يفتی من كتاب ولا من كتابين بل قال النووی رحمة اللہ عليه ولا من عشرة“ترجمہ: علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ میں، مَیں نے دیکھا کہ ایک ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا، جو خود فقہی کتابیں پڑھتا ہے، لیکن اس کا کوئی استاذ نہیں ہے، تو وہ اپنے مطالعہ پر اعتماد کرتے ہوئے مسائل بتاتا ہے، ایسا کرنا اس کے لیے جائز ہے یا نہیں؟ تو جواب دیا: کسی ایک بھی وجہ سے اس کے لیے فتویٰ دینا (مسئلہ بتانا) جائز نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ایک عام جاہل بندہ ہے، اسے پتہ ہی نہیں ہو گا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، بلکہ جس نے معتبر مشائخ سے علم حاصل کیا، اس کے لیے بھی ایک دو کتابوں سے فتویٰ دینا جائز نہیں ہے، بلکہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دس کتابوں سے بھی (دیکھ کر فتویٰ دینا اس کے لیے جائز نہیں ہے۔) (شرح عقود رسم المفتی، صفحہ 17، مطبوعہ کراچی)

بہار شریعت میں ہے:”قرآن پاک کا ترجمہ پڑھنے اور یاد کر لینے سے یا احادیث کا ترجمہ اردو زبان میں پڑھ لینے سے عام مسلمان احکام کی روح اور مسائل کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے۔ خلفائے راشدین کے زمانہ مسعود و مبارک میں بھی مخصوص افراد صحابہ و تابعین میں سے ایسے تھے جن سے مسائل کے احکام معلوم کرنے میں رجوع کیا جاتا تھا۔ ہر صحابی یا ہر تابعی کو یہ مقام حاصل نہ تھا۔ اس لئے احکامِ شرعیہ کو حاصل کرنے میں اور دوسروں کو بتلانے میں فقہی کتابوں کے مطالعے کے ساتھ صاحبِ فہم و اِدراک صحیح العقیدہ دینی عالم سے رجوع کرنا بہر حال ضروری ہے، غیر عالم عامۃ المسلمین کے لئے قرآن کریم کا یہی حکم ہے۔ فرمایا: ﴿فَسْــٴَـلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (ترجمہ کنز العرفان: اے لوگو! اگر تم نہیں جانتے تو علم والوں سے پوچھو۔)“ (بہار شریعت، جلد 3، حصہ 19، (ضمیمہ) صفحہ 1022، مکتبۃ المدینہ)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم